نمبر ۸۳۵ رجسٹرڈ ایل

غلام احمد قادیانی

اِنَّ الْفَضْلَ بِیَدِ اللّٰہِ ۔ نوید بشیر و منذر بشارت ۔ عسیٰ ان یبعثک ربک مقاماً محمودا

تار کا پتہ الفضل قادیان بٹالہ

THE ALFAZL

QADIAN

الفضل

اخبار ہفتہ میں تین بار

فی پرچہ تین پیسے

قادیان

المدیر قاضی محمد ظہور الدین اکمل

معاون مدیر حافظ جمال احمد

قیمت سالانہ پیشگی ششماہی للعہ سہ ماہی عہ بیرون ہند

جماعت احمدیہ کا مبارک جسم (سنہ ۱۹۱۳ء میں) حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب خلیفۃ المسیح ثانی نے اپنی ادارت میں جاری فرمایا

نمبر ۱۰۰ | مورخہ ۱۲ مارچ سنہ ۱۹۲۴ء | یوم پنجشنبہ | مطابق ۱۶ شعبان سنہ ۱۳۴۳ھ | جلد ۱۲

مدینۃ المسیح

حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہ نے ۸ مارچ کو بعد از نماز ظہر اعلان فرمایا۔ کہ میں چار پانچ دن کے لئے باہر جاتا ہوں۔ میری جگہ مقامی امیر حضرت مولوی سید محمد سرور شاہ صاحب ہونگے۔ اور خود تشریف لے گئے۔ چودھری ظفر اللہ خان صاحب بیرسٹر ایٹ لا ر آپکے ہمراہ شامل ہیں۔

۷ مارچ کو طلباء ہائی سکول نے فضیحۃ ہائی کے طلباء کی دعوت کی جسمیں دیگر معززین بھی شامل تھے۔ حضور حضرت خلیفۃ المسیح نے دعوت کے خاتمہ پر فضیحۃ ہائی کے طلباء کو خاص طور پر اور باقی کو عام طور پر نصائح کیں۔

جناب خان محمد امین خان صاحب مبلغ اسلام جو بخارا گئے ہوئے تھے۔ وہ آج بخیریت معہ مرزا آغا حاجی بگ صاحب تاجر بخارا کے قادیان تشریف لائے ہیں۔

نظم

قادیان سے جدا ہوتے وقت

(ایک طالب علم کے جذبات)

محفل سے تری داغِ جگر لے کے چلے ہیں
معمور فضل ہے ترے جلووں کی ضیا سے
تسکیں کے لئے یاد تری ساتھ چلی ہے
اے طولِ شبِ ہجر کہیں ٹوٹ نہ جائے
ہاں دیکھ کہیں کشتیٔ امید نہ ڈوبے
فرقت کے سمندر میں بلند اٹھتی ہیں موجیں
پھر مائل پرستش ہوں فسونساز نگاہیں

کیا خوب محبت کا ثمر لے کے چلے ہیں
یہ شام بھی ہم رشکِ سحر لے کے چلے ہیں
قسمت سے عجب زادِ سفر لے کے چلے ہیں
یہ دل میں جو امیدِ سحر لے کے چلے ہیں
ہمراہ تجھے دیدۂ تر لے کے چلے ہیں
ہم کشتیٔ امید کدھر لے کے چلے ہیں
پھر دیکھ کہ ہم تشنہ نظر لے کے چلے ہیں

ایک لاکھ والی تحریک

(۱)

احباب کا اخلاص اپنے امام پاک کے حضور میں

مولوی سید عبدالرحیم صاحب کشفی تحریر فرماتے ہیں:-

"میرے آقا۔ میری جان! اور میرے ایمان کے بادشاہ روحی فداک۔ میرے جسم کا ہر ایک ذرہ آپ پر فدا ہو۔ تیرے احسانات جماعت احمدیہ کبھی بھولیگی؟ ہرگز نہیں۔ نہایت ہی خطرناک تلاطم سے جو محمد علی کے طوفان سے پیدا ہوئے۔ جماعت احمدیہ کا جہاز کنارے پر ہی سلامت نہیں پہنچا۔ بلکہ کامیاب اور فاتح ہوا۔ جنگ یورپ کے ہاں درہاں تباہ کن اثرات سے حضور کے قدموں کی بدولت جماعت احمدیہ امن اور محفوظ ہوگئی۔ ورنہ نہ معلوم کیا کیا تباہیاں اس کے پیش آتیں اے ظل اللہ! اللہ آپ کے ظل کو جماعت احمدیہ کے سر پر دیر تک رکھے۔ کیونکہ میری تو دلی تمنا ہے۔ کہ اللہ پاک جس قدر بھی میری باقی عمر ہے۔ حضور کے لئے ترقی عمر میں منظور فرمادے آمین اس خاکسار میں کاش کسی قسم کی لیاقت ہوتی۔ تو ہر طرح سے حضور کے غلاموں کی غلامی کرہی فخر جانتا۔ مگر اپنی نالائقی سے شرمندہ ہوں۔

مورخہ ۱۰ر فروری ۱۹۲۵ء کی تحریک پڑھکر کیا کوئی احمدی شخص کہہ سکتا ہے۔ اذھب انت وربک ... الخ۔ حضور! ایسا احمدی نہیں کہہ سکتا۔ میرے آقا! میرے دل میں درد ہے مگر مجھے یقین ہے۔ کہ جماعت احمدیہ کے بہادر سپاہی مال کیا ہے۔ اپنے خون سے بھی دریغ نہیں کرینگے۔ بلکہ آپ تسلی رکھیں۔ حضور کی ناراضی مبادا جماعت کے دروازہ پر آئی ہوئی کامیابی کو کہیں بعید در بعید نہ کردے۔ موسیٰ علیہ السلام کی قوم کی تباہی نے سالہا سال فتح یابی سے محروم کیا۔

اے ظل اللہ! کاش کوئی بندہ خدا مجھے کسی خدمت پر لیتا اور کوئی سخت ترین خدمت مجھ سے لیتا۔ اور حضور کو اسلام کی خدمت کے لئے روپیہ دیتا۔ کاش! بندہ فروشی آج ہوتی تو میں اپنے آپ کو فروخت کرکے حضور کی اسلامی خدمت کیا کچھ خدمت کرسکتا۔ کاش! اے افلاس تیرا ستیاناس۔ تو نے مجھ کو کسی کام کا نہیں رکھا۔ مجھے شرم آتی ہے۔ میں کیا کروں۔

نے تاب وصل دارم نے طاقت جدائی

مبلغ تیس ۳۰ روپیہ کی ایک نہایت ہی حقیر رقم پیش کرتے ہوئے شرم آتی ہے۔ علاوہ ازیں ایک اونی بڑا کوٹ ہے۔ مگر مستعمل۔ اور ایک رومال ہے۔ مگر اس علاقہ میں ان کپڑوں کا کوئی خریدار نہیں۔ کیا انہیں بیت المال میں بھیج دوں

میرے آقا! من انصاری الی اللہ کی آواز کئی ہزار سال کے بعد کانوں میں پہنچی ہے۔ پھر نہ معلوم کس قدر زمانہ گذریگا۔ کہ خدا کی مخلوقات اس آواز کو سنیگی۔ خوش قسمت وہ جو لبیک کہیں گے۔ اور سعادت مند وہ جو اس نصرت کے حصہ دار بنیں۔ اللھم اجعلنی منھم۔

میں یہ عرض کرونگا۔ اور نہایت ہی ادب سے گذارش ہے۔ کہ حضور کی آواز میں کچھ ناراضی کی جھلک ہے۔ میرے آقا! ہم نالائق ہیں۔ مگر حضور کو خدا تعالیٰ نے ہمارے لئے رحم مجسم بنایا ہے۔ صلح حدیبیہ کے صحابہ کی طرح فوراً ہی یہ آپ کے غلام تعمیل کرینگے۔ اور بالضرور کرینگے۔ ہرگز یقین نہیں آتا۔ کہ یہ جماعت پیچھے رہیگی۔"

حق کا رعب

پادری عبدالحق صاحب نے گذشتہ ماہ میں ڈیرہ دون کے اسکول میں لیکچر دئے۔ دوسرا لیکچر الوہیت یسوع مسیح پر تھا۔ لیکچر ختم ہونے پر خاکسار کو سوال کرنے کی اجازت دی گئی۔ میں نے پادری صاحب پر چند اعتراض کئے۔ جن کا کوئی معقول جواب پادری صاحب سے نہ بن آیا۔ جب اعتراضات کو دہرایا گیا۔ اور معقول جواب کا مطالبہ کیا گیا تو پادری صاحب مبہوت ہوکر کہنے لگے کیا یہ اعتراضات تو قادیانیوں کے پیٹنٹ اعتراضات ہیں۔ پادری کا یہ جواب سنکر میں سخت متعجب ہوا۔ کہ پادری صاحب کو کس نے بتلایا ہے کہ یہ خاکسار احمدی ہے۔

بالآخر پادری صاحب کو جلسہ گاہ میں ہی چیلنج دیا گیا۔ کہ اتوار کے دن پبلک جلسہ میں حضرت محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اور اپنے خداوند یسوع مسیح کی زندگی اور تعلیم کا مقابلہ کریں۔ مگر پادری صاحب نے اپنے پروگرام کو برقرار رکھنے کا عذر پیش کرکے جان بچائی۔ حالانکہ بعد میں پادری صاحب نے اپنے پروگرام کو بدل بھی دیا۔ مگر ہمارے چیلنج کا پیالہ منہ سے لگانے کی تاب نہ لاسکے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں ؎

چہ ہیبت ہا بدادند ایں جواں را
کہ ناید کس بمیدان محمدؐ

خاکسار
غلام نبی احمدی۔ سیکرٹری انجمن احمدیہ۔ ڈیرہ دون

اخبار احمدیہ

مجلس مشاورت ۱۱ر ۱۲ر اپریل کو ہوگی

اس سال کی مجلس مشاورۃ کے لئے جماعتیں اپنے اپنے نمایندوں کا انتخاب کرکے ان کے ناموں سے مجھے اطلاع دیں۔ اور ہر ایک جماعت اپنے اپنے نمایندہ کو سرٹیفکیٹ دیکر ارسال فرماویں کہ فلاں شخص کو ہم اپنا نمایندہ انتخاب کرکے بھیجتے ہیں۔ اور ہر ایک نمایندہ پچھلے سال کی رپورٹ کی کارروائی کے متعلق تیار ہوکر آئے۔ کہ اس کی جماعت نے پچھلے سال کی تجاویز پر کیا کیا کارروائی کی ہے۔ نصراللہ خان ناظر اعلیٰ۔ قادیان

احمدی دندان ساز

ایک ہمارے احمدی بھائی بیکار ہیں وہ دندان سازی کا کام سیکھنا چاہتے ہیں۔ دندان سازی کا سب سامان ان کے بھائی مرحوم کا جو دندان سازی کا کام کرتے تھے۔ موجود ہے۔ اگر کوئی احمدی بھائی دندان سازی کا کام جانتا ہو۔ تو ان کو کام سکھا کر ان کی مدد فرماویں۔ ذوالفقار علی خان ناظر امور عامہ قادیان

اعلان نکاح

محمد دین صاحب ولد حافظ احمد الدین صاحب ملازم جیل ملتان کا نکاح آمنہ بی بی بنت منشی امام الدین صاحب پٹواری دینا سندھو ضلع گورداسپور سے سات سو روپیہ مہر پر مولوی سید محمد سرور شاہ صاحب نے پڑھا۔

سلسلہ تبلیغ

حقیقی مذہب۔ اصولی اختلافات۔ گورنمنٹ اور ہماری دعظ۔ شیعہ مذہب۔ یہ جدا گانہ تبلیغی رسائل مختلف اقوام کے لئے محمد یامین تاجر کتب قادیان نے جیبی تقطیع پر خوبصورت لکھائی چھپائی کے ساتھ چھپوائے ہیں۔ میرے خیال میں تبلیغ کے لئے یہ عمدہ ٹریکٹ ہیں۔ میں نے ان کو بہت پسند کیا ہے۔ بلکہ بنگال میں بھجوائے ہیں۔ تاکہ احباب بنگالی میں ترجمہ کرکے شائع کریں۔ ہر ایک ٹریکٹ دو دو سے سینکڑہ قیمت بھی معمولی ہے۔ شیخ محمد نیال۔ ناظر دعوۃ و تبلیغ قادیان

درخواستہائے دعا

(۱) میرے چند عزیز مقدمہ میں مبتلا ہیں (محمد فضل الٰہی میانوالی) (۲) عبدالحمید۔ غلام قدوس انٹرنس کا امتحان دینگے (محمد طیب اللہ بھرتپور) (۳) میرے لڑکے سعید احمد کے امتحان کے لئے (سید محمد حسین پشاور) (۴) الخلاف مصیبت کے لئے دعا فرمائی جائے (بدرالدین پٹواری نہر) (۵) میرے والد حافظ نذیر حسین صاحب جھنجھانوی فوت ہوگئے ہیں دعا مغفرۃ (بدرالحسن کاتب) (۶) میری اہلیہ فوت ہوگئیں۔ دعا مغفرۃ غلام نبی۔ ماہل پور

بسم اللہ الرحمن الرحیم
الفضل
قادیان دارالامان - ۱۲ مارچ ۱۹۲۵ء

حکومت زار کا حیرتناک انقلاب
اور
خدا کا برگزیدہ مسیح

اخبار وکیل میں زیر عنوان "حکومت زار کا حیرتناک انقلاب" لکھا ہے:-

"۱۹۱۴ء سے قبل کرۂ ارض کا کونسا حکیم اور فیلسوف ایسا تھا۔ جو یہ پیشگوئی کر سکتا کہ وسط ایشیا اور مشرقی یورپ کی وہ حکومت جس کے استبداد کو فطرت صدیوں سے خاموش دیکھتی چلی آرہی تھی۔ یوں دفعتاً بدل جائیگی زار کی قہاریت جو خدا کے پیدا کئے ہوئے کروڑوں انسانوں کے سر پامال کر کرکے فراعنۂ مصر کی خونین داستانوں پر بھی خندہ زن نظر آتی تھی۔ اس طرح ناگہاں خاک میں مل جائیگی۔ گویا کہ وہ ایک خزاں رسیدہ پتی تھی۔ جسے ہوا کا جھونکا اُڑا کر لے گیا۔ اور نہیں کہا جا سکتا کہ اس کے ذرات کیا اور کس طرح خاک میں مل گئے۔"

اس سوال کا جواب ہر ایک شخص فی الواقعہ نفی کے سوا اور کچھ نہیں دے سکتا۔ کیونکہ دنیا کا کوئی حکیم اور کوئی فیلسوف غیب کی باتیں نہیں جانتا۔ ہاں وہ جو خدا کی طرف سے رسول کا خطاب پا کر آوے۔ وہ خدا سے اطلاع پا کر ایسی خبر دے سکتا ہے۔ چنانچہ خدا تعالیٰ قرآن مجید میں خود فرماتا ہے:- عالم الغیب فلا یظہر علیٰ غیبہ احداً الا من ارتضیٰ من رسول۔ یعنی خدا جو غیب کو جانتا ہے۔ وہ غیب کثرت کے ساتھ اسی پر ظاہر کرتا ہے۔ جو اس کا برگزیدہ اور رسول ہو۔ پس حکیم اور فیلسوف کس طرح آیندہ آنے والی بات کے متعلق کوئی پیشگوئی کر سکتا ہے۔ ہاں اگر کرے تو خدا کا رسول ہی کرے۔

آؤ! ہم بتاتے ہیں کہ وہ کونسا رسول اور خدا کا برگزیدہ بندہ تھا جس کو خدا تعالیٰ نے اس عظیم الشان واقعہ کے متعلق خبر دی۔ وہ اس زمانہ کا موعود رسول تھا۔ جس کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی پیشگوئیوں میں مسیح ابن مریم کا لقب عطا فرمایا۔ اور حضرت عیسیٰ نے آپ کا نام احمدؑ بتایا تھا۔ ان کی زبان مبارک سے جو پیشگوئیاں ہوئیں۔ منجملہ ان کے اس حیرتناک انقلاب کے متعلق بھی آپ نے ۱۹۱۴ء سے قبل نہ ایک سال اور نہ دو سال بلکہ نو سال پیشتر دنیا میں اس پیشگوئی کا اعلان فرمایا۔ جس سے انکار نہیں ہو سکتا۔ آپ جنگ یورپ کی پیشگوئی کرتے ہوئے فرماتے ہیں:-

خون سے مُردوں کے کوہستان کے آب رواں
سُرخ ہو جائینگے جیسے ہو شراب انجبار
مضمحل ہو جائینگے اس خوف سے سب جن و انس
زار بھی ہو گا تو ہو گا اس گھڑی باحال زار

(براہین احمدیہ حصہ پنجم ص۹۷ مطبوعہ ۱۹۰۸ء)

اس پیشگوئی کو پورا ہوتے ہوئے دیکھ کر اور یہ جان کر کہ خدا کی طرف سے علم غیب رسولوں کو ہی دیا جاتا ہے نہ حکیموں اور فلاسفروں کو۔ اس زمانہ کے نام نہاد مسلمان انکار ہی کئے جاتے ہیں۔ کاش! یہ ذرا قرآن مجید کی طرف غور کریں۔ کہ وہ اس کے متعلق کیا بتاتا ہے۔ وہ تو صاف طور پر فرماتا ہے۔ کہ ہم رسولوں پر ہی اپنے علم غیب سے کچھ ظاہر کیا کرتے ہیں۔ پھر نا معلوم کیوں یہ لوگ انکار پر انکار ہی کرتے چلے جاتے ہیں۔ نادان کہہ سکتے تھے کہ آثار اور نشانات دیکھ کر پیشگوئی کر دی۔ لیکن یہاں تو اس وقت سے اعلان کر دیا گیا۔ کہ جب زار کی سلطنت نہایت عروج اور اقبال پر تھی۔ اور کوئی خیال بھی نہ کر سکتا تھا کہ ایسا ہو گا۔

پھر پیشگوئی میں وقت بھی بتلایا گیا ہے کہ مردوں کے خون سے پہاڑوں کے پانی سُرخ ہو جاوینگے۔ یعنی ایک عظیم الشان لڑائی ہو گی۔ جس میں کہ اس کا حال خراب ہو گا پیشگوئی صاف الفاظ میں اپنے وقت پر پوری ہوئی۔ اور نیک اور سعید رُوحوں نے فائدہ اُٹھایا۔

علی محمد اجمیری - قادیان

اخبارات پر سرسری نظر

چیلنج نہیں تھا مشورہ تھا

نور افشاں - پادری عبدالحق صاحب کی شان پر قصیدہ خوانی کرتے ہوئے یا تو یہاں شور و شر تھا کہ انکی پوزیشن وہ دکھائی جارہی تھی جو احمدیوں میں خلیفہ اور امام کی ہے۔ اور یا اب ہماری طرف سے مناظرہ کا چیلنج منظور کئے جانے پر دانت نکال لئے ہیں۔ اور یہ کہ چیلنج تو نہیں دیا گیا تھا۔ صرف مشورہ تھا۔ سچ فرمایا ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یذوب کما ذاب الملح بھلا المسیح الموعود کے خدام کے سامنے یہ لوگ ٹھہر سکتے ہیں۔ ورنہ جو شخص بقول نور افشاں ہر میدان میں مظفر ہو رہا ہے۔ اسکو کیا ہو گیا کہ بر نیاید ز مردکان آواز کا مصداق بن گیا۔ وہ تحریری مناظرہ کے لئے کیوں میدان میں نہیں نکلتا۔ جن علماء احمدیہ کا اس نے ذکر کیا۔ ان سے اپنی مضامین پر تحریری مباحثہ کر لے۔ تا سیاہ روئے شود ہر کہ در وغش باشد۔

آسمان کی طرف تیر پھینکنے والے

پیسہ اخبار رقمطراز ہے کہ:-

"روسی بولشویکوں میں ایک یہ تحریک جاری کی گئی ہے۔ جس کا مطلب یہ ہے کہ بچپن سے ہی بچوں کے دلوں میں ڈالا جائے کہ خدا کوئی نہیں ہے۔ اور خدا کی ہستی سے منکر کر کے ان کے سادہ قلوب کو تاریک کر دیا جائے۔ بولشویکوں کے اخبار ازوستیا میں لکھا ہے کہ ہم نوخیز خدا آسمانوں پر چڑھینگے اور خدا کی بادشاہت زیر و زبر کر دینگے۔ اور ہم خدا کو نابود کر ڈالیں گے۔ نعوذ باللہ من ہذا الکفر"

کیا روس اور ٹو بالسک کے یاجوج ماجوج ہونے میں اب بھی کچھ شک باقی رہ گیا ہے۔

اہلحدیث کی بے عقلی

ہم نے بارہا اپنے ذوقوں سے کہا ہے کہ وہابیت اور کم فہمی لازم و ملزوم نہیں۔ مگر اسے کیا کیجئے۔ کہ مولوی ثناءاللہ صاحب وقتاً فوقتاً ایسی مثال مہیا کر کے اس کا ثبوت دیتے رہتے ہیں۔ شہیدان کابل کے متعلق آپ فرماتے ہیں۔ کہ احمدیوں نے غیر اللہ سے فریاد کی۔ اسکی سزا میں رو نے اور مارے گئے۔ کوئی اس عقل کے پتلے سے پوچھے۔ کہ غیر اللہ سے استعانت کے کیا معنے؟ اور کیا برخوردار نیک اطوار عطاء اللہ کفاہ اللہ کے ابا۔ جب آپ در بدر مارے پھر رہے تھے۔ تو یہ بھی غیر اللہ ہی سے فریاد تھی۔ ہم نے سوائے خدا کے کسی سے فریاد نہیں کی۔ البتہ اتمام حجت کے لئے تمام مہذب سلطنتوں کو اطلاع دی کہ وہ اپنا فرض ادا کریں۔

بہائی اپنے مذہب کی بنیادی کتابیں چھپاتے ہیں

اور

احمدیوں کے ساتھ مناظرہ کرنے سے جان چھڑاتے ہیں ،

بہائی ڈھائی مہینے کے بعد جواب دیا

ناظرین کرام کو معلوم ہے ۔ کہ کچھ عرصہ ہوا ۔ کہ شیخ حشمت اللہ صاحب پریذیڈنٹ انجمن بہائیہ آگرہ نے ہم کو مناظرہ کا چیلنج دیا تھا ۔ جس کو ہم نے منظور کر لیا تھا ۔ مگر اس وجہ سے کہ بہائیوں سے جو مناظرہ ہوگا ۔ وہ ان کے بہائی ہونے کی حیثیت سے ہوگا ۔ ہم نے ان سے مطالبہ کیا تھا ۔ کہ آپ اپنے مذہب کی بنیادی اور اصولی چار کتابیں مطبوعہ ہوں تو قیمت لے کر اور اگر غیر مطبوعہ ہوں تو مناسب ضمانت لے کر ان کی مصدقہ نقول ہمارے حوالہ کریں ۔ کیونکہ یہ کتابیں عام طور پر دستیاب نہیں ہو سکتیں ۔ لیکن اس بات کو عرصہ ہو گیا ہے ۔ وہ یونہی لیت و لعل میں ٹالتے چلے آ رہے ہیں ۔ ہم نے اپنے ۱۶ر دسمبر ۱۹۲۴ء کے خط مطبوعہ ۱۳ر دسمبر ۱۹۲۴ء میں اسی مطالبہ پر پھر زور دیا تھا ۔ اڑھائی ماہ تک تو بہائی خاموش رہے اور سوچتے رہے کہ اب اس مطالبہ کو کس طرح ٹالیں ۔ آخر اس کاوش کا نتیجہ شیخ حشمت اللہ صاحب کے خط مورخہ ۱۹ر فروری ۱۹۲۵ء سے مندرجہ ذیل تین شرطوں کی صورت میں ظاہر ہوا ۔

بہائیوں کا خط

اوّل ۔ یہ کہ بلا کم و کاست بہائیوں کا یہ خط اخبار الفضل ۔ الحکم ۔ ریویو اردو و انگریزی میں شائع کیا جائے ۔ اور اگر شائع نہ کیا جائے ۔ تو سمجھا جائے گا ۔ کہ احقاق حق سے پرہیز ہے ۔ اور اصل حقیقت کو جماعت سے ارادتاً پوشیدہ رکھا جاتا ہے ۔

دوم ۔ یہ کہ مرزا حسین علی صاحب المعروف بہاء کی تین کتابیں ۔ اقدس ۔ اقتدار اور مبین دینے کو وہ تیار ہیں ۔ مگر اوّل تین ہزار روپیہ امپیریل بنک آگرہ میں ہم جمع کرا دیں ۔ اگر میعاد مقررہ پر کتب واپس نہ ہوں ۔ یا خراب حالت میں واپس ہوں ۔ تو یہ تین ہزار روپیہ بحق مرکزی انجمن بہائیہ ہند ضبط ہو جائے ۔

سوم ۔ یہ کہ کتابیں دیکھنے کے بعد میں جس امر پر بحث ہوگی ۔ وہ طے کر لی جائیں گی ۔

بہائیوں کا ہر ایک خط چھپنا چاہئیے

شرط اوّل کے متعلق ہمارا جواب ہے ۔ کہ جس طرح پریذیڈنٹ انجمن بہائیہ کے سابقہ خطوط کا صحیح مفہوم ہم اپنے جواب میں درج کرتے رہے ہیں ۔ اسی طرح ہم نے ان کے اس خط مورخہ ۱۹ر فروری کا بھی صحیح لب لباب اپنے جواب میں درج کر دیا ہے ۔ اس خلاصہ کے سوا کوئی بات ان کے خط میں ایسی نہیں ہے ۔ جس کیلئے اس خط کو سلسلہ احمدیہ کے چار اخباروں و رسالوں میں شائع کیا جائے ۔ جن میں پہلا ایک یورپ میں شائع ہوتا ہے ۔ اور تین ہندوستان میں ۔

اگر ابھی کچھ ارمان باقی ہے تو خود شائع کر لو

اگر جناب پریذیڈنٹ انجمن بہائیہ کے خیال میں ان کے اس خط کی اشاعت سے جماعت احمدیہ پر کوئی ایسی حقیقت واضح ہوتی ہے ۔ جو اس وقت تک پوشیدہ رکھی گئی ہے ۔ اور ان کا اصل خط چھپ کر جماعت احمدیہ کے پاس پہنچنا بزعم ان کے مفید ہے ۔ تو اپنے خرچ سے چھپوا کر جماعت احمدیہ میں اس کی اشاعت فرما سکتے ہیں ۔ ہماری طرف سے کوئی روک نہیں ہے ۔ ہماری جماعت بہائیوں کی طرح مخفی نہیں ہے ۔ کہ باوجود ساری دنیا میں پھیلے ہوئے ہونے اور تعداد میں ملیون ہونے کے کسی کو نظر نہ آ سکے ۔ اور نہ سراغ لگانے سے ان کا سراغ کسی کو مل سکے ۔ ہماری جماعت کے جس حصہ میں پریذیڈنٹ صاحب انجمن بہائیہ اپنی آواز پہنچانا چاہیں پہنچا سکتے ہیں ۔

شرط دوم کا جواب

شرط دوم میں جناب پریذیڈنٹ انجمن بہائیہ نے امپیریل بنک آگرہ میں ہماری طرف سے تین ہزار روپیہ جمع ہونے پر مرزا حسین علی صاحب کی تین کتابیں دیکھنے کو دینے پر آمادگی ظاہر کی ہے ۔ اور اس کو جماعت احمدیہ پر انتہائی اتمام حجت قرار دیا ہے ۔ جس کو پڑھ کر ہر ایک شخص جو کسی مذہب کا پیرو ہے تعجب کرے گا کہ یہ کیسے لوگ ہیں ۔ جو اپنے مذہب کی بنیادی کتابوں کو محض ایک نظر دکھانا ہی انتہائی اتمام حجت سمجھتے ہیں ۔ اور وہ بھی اس سہل شرط پر کہ صرف ایک ہزار روپیہ فی کتاب ان کے لئے بنک میں جمع کرا دیا جائے ۔ مگر خیر ۔

البیان کا ذکر کیوں چھوڑ گئے

پریذیڈنٹ انجمن بہائیہ نے مرزا حسین علی صاحب کی تین کتابوں کے متعلق جہاں اتنی فراخ حوصلگی دکھائی ہے وہاں اصل بانی فرقہ بابیہ جناب علی محمد باب کی کتاب (البیان) جس میں تفسیر ۔ علوم ۔ کلمات فارسیہ ۔ آیات ۔ مناجات کی پانچوں نہریں جاری ہیں ۔ اور جن کے ایک حرف کا مقابلہ بھی دنیا نہیں کر سکتی ۔ اور جس نے دنیا میں ظاہر ہو کر قرآن مجید کو اسی شب ظہور سے یکسر منسوخ قرار دیا ۔ اس کا نام ہی چھوڑ گئے ۔

البیان پر ہی تو بہائی مذہب کا دارومدار ہے

باوجودیکہ ہماری طرف سے جو مطالبہ اس فرقہ کی اصولی اور بنیادی کتابوں کے متعلق ابتداء سے ہو رہا ہے ۔ اس میں البیان کا ذکر خصوصیت سے موجود ہے کیونکہ اسی کتاب پر مرزا حسین علی صاحب کے تمام دعاوی کی بنیاد ہے ۔ اگر وہ طبع نہیں ہوئی ۔ اور نہ ہندوستان میں دستیاب ہو سکتی ہے ۔ تو ہم نے پہلے کسی خط میں اس کا علاج یہ بتایا تھا کہ اور کہیں سے نہیں ملتی ۔ تو عکہ دور نہیں وہاں سے منگوا لیں ۔ شاید پریذیڈنٹ صاحب نے البیان کا ذکر نہ کرنے میں ہم پر مہربانی فرمائی ہے ۔ اور ہمارے بوجھ کو ہلکا کرنا چاہا ۔ کیونکہ اگر اس کا بھی ذکر ہوتا ۔ تو ہمیں تین ہزار کی بجائے چار ہزار یا اس سے بھی زیادہ امپیریل بنک میں جمع کرانا پڑتا ۔ مگر ہم ان کی مہربانی کا شکریہ کرتے ہوئے ان کو اطمینان دلاتے ہیں ۔ کہ اگر ہم تین ہزار روپیہ اقدس ۔ مبین ۔ اقتدار کو دیکھنے کے لئے جمع کرا سکتے ہیں ۔ تو البیان کو دیکھنے کے لئے ہزار دو ہزار اور بھی جمع ہو سکتا ہے ۔

فی کتاب ایک ہزار روپے کی طلبی کس اصول پر ہے

مگر ہم کو پہلے یہ تو معلوم ہونا چاہیئے ۔ کہ ان تینوں کتابوں کے لئے جو تین ہزار روپیہ جمع کرانے کی ہدایت ہوئی ۔ یہ کس مذہبی اصول پر ہے ۔ کیونکہ یہ تینوں کتابیں مطبوعہ بتائی جاتی ہیں ۔ اور جہاں تک ہمیں ان تینوں کتابوں کا حجم معلوم ہوا ہے ۔

ہزار روپیہ میں تو یہ تینوں کتابیں چھپ سکتی ہیں ،

ہزار روپیہ میں یہ تینوں ہی معقول تعداد میں اب بھی ہندوستان میں چھپ سکتی ہیں کیا یہ تین ہزار روپیہ ان تینوں کتابوں کی قیمت ہے جو کتابوں پر ذرا بھی داغ لگ جانے کی صورت میں ضبط کیا جانے کی شرط کی جاتی ہے ۔ جو پریذیڈنٹ انجمن بہائیہ نے لندن میں ان کتب کو خریدتے وقت ادا کیا تھا ۔ اگر یہ درست نہیں جیسا کہ واقعہ ہے ۔ کہ یہ تینوں کتابیں ہزار روپیہ میں پانچ پانچ بار چھپ سکتی ہیں

یہ شرط عجیب ہے کہ داغ لگ جانے پر بھی تین ہزار روپیہ ضبط ہو جائیگا

تو پھر فرمایا جاتا ہے۔ کہ ہر کتاب کے لئے ہزار روپیہ جمع کرنے کی شرط سے سوا اس کے اور کیا مدعا ہے۔ کہ روپیہ جمع کرنے کے بعد جب کتابیں واپس دی جائیں۔ تو یہ جھگڑا پیدا کیا جائے کہ کتابوں پر داغ لگ گیا ہے۔ کیونکہ پریذیڈنٹ صاحب انجمن بہائیہ کے لئے واپسی کتب کے وقت یہ لکھنے کا پورا موقعہ ہے۔ کہ کتابیں خراب حالت میں واپس ہوئی ہیں۔ اپنی اصلی حالت میں واپس نہیں ہوئیں۔ اس لئے روپیہ ضبط ہونا چاہیئے۔ غالباً یہ شرط اس لئے رکھی گئی ہے۔ کہ اس جھگڑے کے خوف سے نہ تین ہزار روپیہ جمع ہوگا۔ اور نہ اصولی اور بنیادی کتابیں دکھانی پڑیں گی۔

ہم تو اصل مطبوعہ قیمت پر یا نقول مصدقہ مناسب اجرت پر طلب کرتے ہیں

ہمارا مطالبہ بہائیوں سے یہ نہیں ہے۔ کہ وہ ہم کو ہزاروں روپیہ لے کر کتابیں دکھائیں۔ بلکہ ہمارا مطالبہ تو ابتدا سے یہ ہے۔ کہ وہ اپنے مذہب کی چاروں بنیادی کتابیں مطبوعہ ہوں تو قیمت پر دیدیں اور اگر مطبوعہ نہ ہو سکیں تو ان کی مصدقہ نقول ہمارے خرچ پر ہمارے حوالے کریں۔ یہ بات تو ہم نے اصل ہی میں لکھ دی تھی۔ کہ بہائی اپنی اصولی کتابیں حتی الامکان کبھی نہ دینگے۔ نہ قیمت سے نہ ان کی نقول۔ کیونکہ وہ خوب جانتے ہیں۔ کہ یہ کتابیں بالخصوص قرآن مجید کے مقابلے میں پبلک میں لانے کے قابل نہیں ہیں۔

اگر بہائی لوگ کتب بہائیہ کے متعلق ہمارا مطالبہ پورا کرنے پر آمادہ ہیں۔ تو ہماری طرف سے جو دو صورتیں شروع سے پیش کی جا رہی ہیں۔ ان پر عمل کریں۔ اور البیان (دو نسخہ کامل) وغیرہ کی قیمت لے کر ہمارے حوالے کریں۔ اور جو غیر مطبوعہ ہوں۔ ان کی نقول مصدقہ مناسب خرچ لے کر ہمیں دیں۔

ان دو صاف صورتوں کو چھوڑ کر ایک تیسری جھگڑے کی صورت پیش کرنے سے سوا اس کے کچھ ثابت نہیں ہوتا۔ کہ بہائی عمداً اپنے مذہب کی اصولی بنیادی کتب دینے سے گریز کر رہے ہیں۔

لیجئے ہم ایک ہزار روپیہ فی کتاب جمع کرانے پر آمادہ ہیں

لیجئے آپ کا مطالبہ کہ فی کتاب ایک ہزار روپیہ بینک آگرہ میں جمع کیا جائے۔ ہم اس طرح پورا کر دینے پر آمادہ ہیں۔ کہ جس تاریخ آپ کتابیں کرا خراجات کے لئے بینک آگرہ میں روپیہ جمع کیا جائے۔ ہم ہزار روپیہ بینک میں جمع کرا دینگے۔ مگر سب سے پہلے ترتیب کے لحاظ سے البیان (دو نسخہ کامل) کا مطالبہ ہے۔ کیونکہ اسی سے اس فتنہ بابیہ کا آغاز ہوا۔ اور یہی کتاب مرزا حسین علی کے دعاوی کی بنیاد ہے۔

ہزار روپیہ جمع ہوگا۔ سب سے پہلے البیان لائیے

اس لئے یہ ہزار روپیہ اس غرض سے جمع ہوگا۔ کہ آپ البیان مکمل ہمارے لئے مہیا کر دیں۔ آپ کا یہ عذر درست نہیں۔ کہ البیان ہندوستان میں دستیاب نہیں ہے۔ کیونکہ آپ کے رسالہ تعلیمات بہائیہ میں بیانیہ کے حوالجات مع ابواب وغیرہ مفصل موجود ہیں۔ اور اگر بالفرض آپ کے پاس نہ ہو۔ تو چونکہ آپ اہل ہند و برما کی طرف سے بہائیہ کی طرف سے بطور وکیل کے ہم سے خط و کتابت فرما رہے ہیں۔ اس لئے ہم آپ کو بتاتے ہیں۔ کہ البیان کا نسخہ غالباً عکہ میں موجود ہے۔ اور اگر وہاں سے بھی نہ ملے۔ تو مرزا محمود زرقانی جو عبد البہا صاحب کے سکرٹری رہ چکے ہیں اور جن کے معلومات پر آپ کو بھروسہ ہے۔ ان سے دریافت کیجئے۔ کہ شاید البیان کا نسخہ ان کے پاس بھی ہو۔ اگر ان سے بھی نہ مل سکے۔ تو آپ خود یا ان کے ذریعہ عکہ و حیفہ سے منگوا لیں۔ کیونکہ مرکز میں سب مصادر کتب بہائیہ کا موجود ہونا چاہیئے۔ خصوصاً اس حالت میں کہ آپ لوگوں کا یہ دعویٰ ہے۔ کہ اصل وصی علی محمد باب کے مرزا حسین علی صاحب تھے۔ اور انہوں نے قتل ہونے سے پہلے اپنی تمام کتابیں اور نوشتہ جات اپنے وصی کو پہنچا دیئے تھے۔

بہائیوں کے لئے شرم کی بات ہے۔ کہ البیان جو ناسخ قرآن مجید ہے وہ دنیا میں معدوم ہو

ان تمام مراحل کے طے کرنے کے بعد بھی اگر آپ کو البیان نہ ملے۔ تو سمجھ لیں۔ کہ اس مذہب کے جھوٹا ہونے میں اس سے بڑھ کر اور کسی دلیل کی کیا ضرورت ہے۔ جس کے نفوذ کی یہ حالت ہے۔ کہ آج علی محمد باب بانی فرقہ بابیہ کی اصل کتاب (البیان) ہی دنیا سے مفقود ہے۔ جس کی صداقت کی دلیل ایک اور صرف ایک یہی دی گئی تھی۔ کہ اس کا نفوذ دنیا میں ہوگا۔ اور یہ ناسخ قرآن مجید ہے۔ آپ کی اپنی اطلاع یہ ہے کہ البیان پردہ دنیا سے مفقود ہے۔ اور جو بہائی اس کے مہیا کرنے میں ناکام ہیں۔ ہم پھر البیان کے مطالبہ کو چھوڑ دینگے۔ اور صرف وہ کتابیں لینے پر اکتفا کرینگے۔ جو مرزا حسین علی صاحب کی ہیں۔ اور پھر یہ جمع شدہ روپیہ ان میں سے اقدس کے لئے سمجھا جائیگا۔ اور پھر اس کے بعد ایقان اور اقدس وغیرہ کا نمبر ہوگا۔

ان چار کتابوں کو مہیا کرنے میں انتہائی اتمام حجت کے کیا معنے

ہمیں آپ کے خط کے اس فقرہ پر بھی نہایت تعجب ہوا۔ کہ آپ مرزا حسین علی صاحب کی تین کتابیں کو جماعت احمدیہ پر انتہائی اتمام حجت سمجھتے ہیں۔ حالانکہ صرف ان تین چار کتابوں کا ہماری طرف سے مطالبہ اور ان کے بھی ہم تک پہنچانے سے بہائیوں کا انکار جماعت بہائیہ پر ہماری طرف سے انتہائی اتمام حجت ہے۔ ورنہ اصل استحقاق تو ہمارا دعوت مناظرہ قبول کرنے کے بعد یہ تھا۔ کہ ہم علی محمد باب صاحب اور مرزا حسین علی صاحب کی تمام کتب بہائیہ کا مطالبہ کرتے۔ جن کی نسبت آپ لکھتے ہیں کہ وہ ایک راتوں میں قرآن مجید کی شکل کتاب بنا لیتے تھے۔ مگر ہم نے آپ پر اتمام حجت کرنے کے لئے صرف انہی چار کتابوں پر اکتفا کیا۔

تیسری شرط پر نظر

تیسری شرط آپ کے خط میں یہ درج ہے کہ امور بحث طلب پہلے طے ہوں۔ کتابوں کی نسبت بعد میں دیکھا جائیگا۔ عقلاً تو آپ کا یہ مطالبہ صحیح نہیں۔ کیونکہ آپ لوگوں سے جو مناظرہ ہوگا۔ وہ فرقہ بہائیہ کے معتقدات اور مزعومات کو مدنظر رکھ کر ہوگا۔ اور ان کی نسبت آپ کا یہ بیان ہے۔ کہ ہم احمدیوں کو صحیح اطلاع نہیں اس لئے بہتر طریق یہی ہے۔ کہ پہلے آپ کتب مطبوعہ کا انتظام کریں۔ تاکہ تفصیل کے ساتھ صحیح مباحث بھی مقرر ہو سکیں اور مناظرہ بھی مفید ہو۔ لیکن اگر آپ کا اسی پر اصرار ہے کہ پہلے ابواب مناظرہ طے ہوں۔ اور کتب بہائیہ مطلوبہ کا انتظام بعد میں ہوگا۔

بحث قرآن مجید آخر الشرائع ہوگا

تو ہماری طرف سے جیسا کہ پہلے مراسلات میں بھی ظاہر کیا گیا ہے۔ اصل بحث یہی ہوگا۔ کہ قرآن مجید آخر الشرائع ہے۔ اور البیان قرآن مجید کی ہرگز ناسخ نہیں بن سکتی۔ اور یہ کہ مرزا حسین علی صاحب اور علی محمد باب کے جو دعاوی بیان کئے جاتے ہیں وہ غلط اور جھوٹ ہیں۔ اور وہ سچا مسیح و مہدی جس نے اسلام قائم کرنا تھا۔ نہ کہ اسے منسوخ۔ وہ حضرت مرزا غلام احمد قادیانی ہیں۔ اصل زیر بحث اور متنازعہ فیہ یہی مسئلے ہیں۔ باقی امور اسی کے ضمن میں آسکتے ہیں۔ ان کی تفصیلات کتب بہائیہ کے بہم پہنچایا جانے پر طے ہو سکتی ہیں۔

امر دعوۃ و تبلیغ میں ناظر جماعت احمدیہ کا قائمقام ہے

ہاں آپ کے خط کا ایک آخری فقرہ بھی قابل جواب ہے۔ کہ آپ آئندہ ایسی خط و کتابت کو جو مقامی جماعت احمدیہ قادیان تک محدود ہے بے سود سمجھتے ہیں۔ یہ کیونکر صحیح ہو سکتا ہے۔ جب کہ ہر ایک خط اور اسکا جواب احمدیہ آرگن میں چھاپ کر شائع کر دیا جاتا ہے۔ اور آپ لوگ بھی اپنے اخبار میں اپنے خط کی اشاعت فرما دیتے ہیں۔ دوم۔ یہ خط و کتابت ناظر جماعت احمدیہ کی طرف سے ہو رہی ہے۔ جو تمام جماعت احمدیہ کا امر دعوۃ و تبلیغ میں قائمقام ہے۔ تو پھر اسے قادیان تک محدود کہنا کس طرح صحیح ہے۔ سوم۔ اگر اخبارات میں یہ خط و کتابت نہ بھی شائع ہوتی اور صرف مقامی جماعت قادیان تک ہی محدود رہتی تو بھی آپ کی عزت افزائی ہی تھی۔ کیونکہ آپ خوب جانتے ہیں۔ کہ سارے ہندوستان اور برما میں بہائیوں کی اتنی تعداد بھی نہیں جتنی مرکزی جماعت احمدیہ قادیان کی ہے۔ بلکہ میں یہ کہونگا۔ کہ ہندوستان اور برما کی مزعومہ جماعت بہائیہ کے ساتھ فلسطین و مصر کی فرضی جماعت بہائیہ کی تعداد بھی شامل کر لی جائے تو یہ مرکزی جماعت احمدیہ قادیان کے برابر نہیں ہے۔

مرکزی جماعت احمدیہ قادیان کی تعداد تمام علاقہ فلسطین کے بہائیوں سے بڑھ کر ہے

وہ قادیان کا لفظ لکھتے وقت شاید آپ کو قصر حیفہ اور عکہ کی آبادی اور پھر اس میں اپنی جماعت کی تعداد کا خیال نہیں رہا۔ کہ قادیان سے ان کی کیا نسبت ہے۔ امید ہے۔ اس خط کا جواب دیتے وقت آپ دریافت کریں گے۔ کہ عکہ اور حیفہ دونوں کی آبادی ملا کر قادیان کا کتنا حصہ بنتا ہے۔ (محمد ظہور الدین اکمل بحکم ناظر دعوۃ و تبلیغ)

کابل میں احمدیوں کے سنگسار کئے جانے پر معزز معاصرین کے آراء

(۱)

کابل کے اندر تعصب یا رجعت قہقری

مدراس کا مشہور اخبار مدراس میل کلکتہ کے اخبار سٹیٹسمین کے حوالہ سے رقمطراز ہے کہ:-

"دہلی میں اس خبر کی تصدیق موصول ہوئی ہے کہ کابل میں ایک ہیبت ناک تعصب کی رو جاری ہو گئی ہے۔ جس کی وجہ سے دو دکانداروں کو محض اس بناء پر سنگسار کر دیا گیا ہے کہ انہوں نے قادیانی عقائد اختیار کر لئے تھے۔ جیسا کہ رپورٹ سے معلوم ہوتا ہے یہ نہایت ظالمانہ فعل نیم سرکاری افسران کی ہدایات کے بموجب عمل میں لایا گیا۔ اور اسکی اہمیت ممکن ہے کہ افغانستان کی سرحد سے باہر بھی محسوس کی گئی ہو۔ یہ ظاہر کرتا ہے کہ امیر جس نے بلند ارادوں اور مصلحانہ روح کے ساتھ اپنا کام شروع کیا تھا۔ . . . . قدامت پسند اور متعصب اثرات کے نیچے دب گیا ہے۔ یہ ممکن ہے کہ ان دو جانوں کو قربان کر دینے سے امیر نے لوگوں کے اس شبہ کو دور کرنا چاہا ہو۔ جو باغیان خوست نے یہ افواہ گرم کر کے عوام کے دلوں میں پیدا کر دیا تھا کہ امیر قادیانی جماعت میں شامل ہو گیا ہے۔ حکومت کابل نے شاید یہ خیال کیا ہو کہ یہ ایک بڑی تعداد کی جانوں کے بچانے کا موجب ہو گی۔ جو عموماً ایک نیم مہذب ملک کے اندر بغاوت پیدا ہونے کے نتیجہ میں ضائع ہوتی ہیں۔ لیکن ان دو بے گناہ دوکانداروں کی موت نے یہ ثابت کر دیا ہے۔ کہ کابل میں مذہبی آزادی بالکل مفقود ہے۔ اور جب ایک دفعہ یہ بات پایۂ ثبوت تک پہنچ چکی ہے تو کابل کے ان غیر ملکی لوگوں کی زندگی بھی جو دوسرے مذاہب کے پیرو ہیں۔ ظاہرہ طور پر خطرہ میں آجاتی ہے۔ اس لئے باہر کی حکومتوں کے وزراء کو چاہیئے۔ کہ اس ظالمانہ فعل کے خلاف صدائے احتجاج بلند کریں۔

لنگڑے ملاں اور اسکے نائبین جنھوں نے خوست کی بغاوت میں حصہ لیا۔ کی قسمت کا فیصلہ بھی ابھی طے نہیں ہوا۔ امیر کے اقبال جس کا حال کچھ دن گذرے۔ بذریعہ تار موصول ہوا۔ کسی قسمت کی اُمید نہیں دلاتے۔ اسمیں شک نہیں افغانستان رجعت قہقری کی طرف مائل ہے"

(ماخوذ از اخبار سٹیٹسمین)

(۲)

انگریزی اخبار امرت بازار پتریکا مورخہ ۲۴ فروری ۱۹۲۵ء

ہم نے موجودہ فرمانروائے افغانستان کی بیدار مغزی کے متعلق بہت کچھ سنا ہے۔ اور اس لئے ہمیں اسکی ریاست کے اندر احمدی مسلمانوں کے ظالمانہ طور پر قتل کئے جانے پر سخت حیرانگی ہے۔ جو کہ ذمہ وار افسران کی اجازت سے اگر منظوری سے نہیں عمل میں لائے گئے۔ اگلے دنوں میں دو احمدی جیسا کہ رپورٹ ملی ہے۔ سپرنٹنڈنٹ پولیس اور ۵۰ سپاہیوں کی موجودگی میں کابل کے اندر سنگسار کر دیئے گئے۔ کچھ زیادہ مدت نہیں گذری۔ کہ اسی قسم کا ظلم ایک احمدی مولوی پر عدالت کے فیصلہ سے کیا گیا تھا۔ امام جماعت احمدیہ نے لیگ آف نیشنز سے اپیل کی ہے کہ وہ اس معاملہ میں دخل دے۔ ہم بھی اس اپیل کی تہ دل سے تصدیق کرتے ہیں لیکن کیا ہندوستان کے مسلمان اہنما اس ظالمانہ فعل کے خلاف ایک سخت پروٹسٹ کر کے امیر کی طرف نہیں بھیج سکتے"

(۳)

کابل میں سنگساری۔ ایک تجویز

مسلم اوٹ لک - ۲۷ فروری ۱۹۲۵ء

جناب! دو احمدیوں کی سنگساری اور تیس دیگر احمدیوں کا زیر حراست ہونا واقعی بہت خوفناک خبریں ہیں۔ موجودہ امیر کے تخت نشین ہونے کے بعد ایسے مکروہ و ناپسندیدہ افعال کا ظہور پذیر ہونا ہماری اُمید کے خلاف نظر آتا تھا۔ لیکن یہ واقعہ ظاہر کرتا ہے کہ افغانستان ابھی تک منصب و تمام حکام کے زیر نگین ہے۔ میرا ارادہ اسوقت یہ نہیں ہے کہ اس بات پر بحث کروں۔ کہ اس تنگدلی اور عدم برداشت نے کہاں تک اسلام کی طاقت کو اس ملک میں ضعف پہنچایا ہے۔ بلکہ سب سے اہم مسئلہ ہمارے سامنے جو اسوقت در پیش ہے۔ وہ یہ ہے کہ ان تیس یا اس سے بھی زیادہ احمدیوں کو جو اس وقت قید میں ہیں۔ کس طرح ناواقف ملاؤں کے خونخوار پنجہ سے چھڑایا جائے۔ ہندوستان کے تمام مسلمانوں کو چاہیئے کہ وہ اسلام کے نام کی عزت اور انسانی ہمدردی کی خاطر متفق ہو کر افغان سفیر کی طرف ایک ڈیپوٹیشن دہلی روانہ کریں۔ تاکہ اسکے ذریعہ سے امیر کابل کو محسوس کرایا جاوے کہ بیسویں صدی کے اندر مذہبی اختلاف کی بناء پر ایسی سخت سزا کے دیئے جانے کو نہ صرف تمام ہندوستان کے لوگ بلکہ تمام مہذب اقوام عالم نہایت خطرہ کی نگاہوں سے دیکھتی ہیں۔

مجھے شک ہے کہ قادیانیوں کی اپیل جو انہوں نے لیگ آف نیشنز اور یورپین حکومتوں سے کی ہے۔ وہ ثمر ور ہو سکے کیونکہ یہ حکومتیں ابھی تک تہذیب کے اس اعلیٰ مقام تک نہیں پہنچیں کہ کمزور لوگوں کو بغیر کسی خود غرضانہ طریق پر امداد دینے کے لئے آمادہ ہوں۔ اور ایسا ہی یہ بھی مشتبہ امر ہے کہ افغان گورنمنٹ اس صورت میں اپنے آپ ان مذہبی وارادات قتل کو روک دیگی۔ جبکہ اس کے ملک کے اندر روشن دماغ لوگوں کا موجودہ وقت میں قحط ہے۔ اس لئے مصلحت یہی ہے۔ کہ افغانوں سے درخواست کی جاوے کہ وہ ان مظلوم احمدیوں کو کسی قریب کے امن دہ ملک میں ہجرت کر جانے کی اجازت دیدے۔

انصاف پسند اصحاب کے آراء
جو سلسلہ احمدیہ میں داخل نہیں

جناب آغا محمد صفدر صاحب سیالکوٹی مشہور سیالکوٹی لیڈر نے ۴ مارچ ۱۹۲۵ء کو ایک بڑے مجمع میں ایک پر جوش لمبی تقریر فرمائی۔ جس کا خلاصہ ذیل میں دیا جاتا ہے:-

"میں آجکل کے واقعہ سنگساری کے متعلق کچھ کہنا چاہتا ہوں یہ واقعات جو کابل میں احمدیوں کی سنگساری کے دوبارہ ہوئے ہیں۔ یہ اسلام پر دھبہ لگانیوالے ہیں۔ وہاں کے علماء نے مرتد کے لئے سنگساری کی سزا کا فتویٰ دیدیا۔ تو امیر کابل نے بھی مجبوری کے سبب اتفاق ظاہر کیا۔ احمدی لوگ میرے نزدیک مرتد نہیں ہیں۔ میں کسی شخص کو جو قرآن کریم پر ایمان لاتا ہے اسلام سے خارج نہیں سمجھتا۔ ہر شخص کو حق حاصل ہے کہ جو اعتقاد کلام مجید کی بناء پر پسند کرے۔ قبول کرے یا رد کر دے ..... ایک شخص کا سر کچل دیا جاوے یہ ہرگز جائز بات نہیں۔ اختلاف رائے کی برداشت کرنا۔ رواداری۔ تحمل اور بردباری اخلاق حسنہ میں بلند درجہ رکھتا ہے۔ لیکن تعصب سے بات کو نہ سننا انسانیت سے گرا ہوا فعل ہے سنگساری۔ کس لئے سزا دی جائے۔ معلوم نہیں کس آیت سے نتیجہ نکالا گیا ہے۔ چوری اور ڈاکہ پر سزا ہو۔ لیکن خدا کے حکم کے خلاف عقائد کی بناء پر سزا کیونکر نہیں ہو سکتی۔ لا اکراہ فی الدین ..... آج بیسویں صدی میں بھی انسانوں کو قتل کیا جا رہا ہے۔ میں سب کے لئے درد رکھتا ہوں۔ اگر آپ نے اس سنگساری کو جائز قرار دیا۔ تو گویا آپ نے انکو قتل کر دیا۔ اب وہابیوں کو کیوں نہ قتل کرو۔ پھر شیعیوں کو۔ پھر دیوبندیوں اور بریلوی مولویوں کو۔ یہ سلسلہ کہاں تک چلیگا۔ میری تقریر کا منشاء یہ ہے کہ ہم امان اللہ کو واقف کریں کہ ان سنگساریوں کے سبب ہندوستان کے مسلمان ناخوش ہیں۔ اور اس لئے کہ ہندوستان کے علمائے دیوبند کا تار آپ کو پہنچا ہے۔ ہرگز یہ خیال نہ کریں۔ کہ مسلمان آپ کے ساتھ ہیں۔ یہ ہندوستان کے لوگوں کا ہرگز خیال نہیں۔ ہم نے تیب تائید

کی۔ تو ملانوں کا حوصلہ بڑھ گیا۔ اس لئے کہ تنگ نظر فریقین کی وجہ سے ایسا ہوا۔ ہم عیسائی طاقتوں کو کیوں دعوت دیں۔ ہم نہیں چاہتے کہ افغانستان تباہ ہو۔ آج اگر احمدی گروہ کو فریاد کرنا ہے تو اپنے بھائیوں سے۔ میں اسلام میں دماغی نتائج کو قید کرنا گناہ سمجھتا ہوں۔ احمدی اور غیر احمدی ہم آواز ہو کر گربہ کشتن روز اوّل کے مصداق ہوں۔ یہ ضروری بات ہے۔ فقط ٭

(۲)

گو میں غیر احمدی ہوں۔ مگر مجھے احمدیوں سے محبت ہے اور محبت کی نگاہ سے دیکھتا ہوں۔ وہ بے کس احمدی جو حکومت افغانستان کے حکم سے صرف مذہبی اختلاف کی وجہ سے وحشیانہ اور ظالمانہ طور پر سنگسار کرا دیئے گئے۔ حکومت کے اس وحشیانہ فعل کو نہایت نفرت اور حقارت سے دیکھتا ہوں۔ حکومت افغانستان کا یہ فعل نہایت ہی وحشیانہ ہے۔ اور حکومت پر تا قیامت یہ بدنما دھبہ قائم رہے گا۔ امیر افغانستان نے اپنی بزدلی اور نامرادی کا نہایت ہی بڑے طریق سے ثبوت دیا ہے۔ میں یہ کہہ دیتا ہوں۔ ایسی قربانیاں رنگ لائے بغیر نہیں رہتیں۔ امیر کی ہر دلعزیزی جو کہ ہماری نظروں میں تھی۔ زائل ہو چکی ہے۔ ظاہرا تجربہ ہے۔ دنیا میں کوئی بھی بڑی سے بڑی سلطنت کیوں نہ ہو خداوندکریم اس کی بیخ کنی کے لئے پردہ غیب سے ایسے اسباب پیدا کرتا ہے۔ جو حکومت ناحق اور بے گناہ بندگان خدا پر ظلم و ستم کرے۔ تباہ کر دیتا ہے۔ میں اپنے خیالات ظاہر کئے بغیر نہیں رہ سکتا۔ یہ وہ احمدی جماعت ہے۔ جو حضرت رسول کریم کے سچے نام لیوا ہیں۔ جس نے یورپ میں رسول کریم کا نام روشن کیا۔ اور کفرستان میں مساجد تعمیر کرائیں جن کا پیدا ہونا مسلمانان عالم کے وہم و گمان میں بھی نہیں تھا۔ یہ وہی جماعت ہے۔ جو اپنے مبلغ غیر ممالک کو بھیج کر غیر مذاہب کے لوگوں کو حلقہ اسلام میں لائی اور مخالفین اسلام کو منہ توڑ جواب دیئے۔ آج اسی جماعت کے آدمیوں کو محض مذہبی اختلاف کی وجہ سے ایک اسلامی حکومت میں وحشیانہ طریقہ سے سنگسار کرایا اور اس کو بدنام کیا جا رہا ہے۔ جہاں تک میرا خیال ہے۔ امیر افغانستان کو غیر آئینی طور پر تخت نصیب ہوا ہے۔ اس لئے امیر کو ملانوں کی خوشنودی کیلئے ان کے قدم بہ قدم چلنا پڑتا ہے۔ جائز ہو یا ناجائز۔ شاید وہی ملانے ہونگے۔ جن کی بابت تیرہ سو سال پہلے بھیڑیوں نے حضرت یعقوب کے سامنے قسم اٹھائی تھی۔ مجھ کو ان معصوم بچوں سے جو گرد یتیمی میں آلودہ کر دیئے گئے ہیں۔ نہایت ہی دلی ہمدردی ہے ٭

خاکسار محمد شفیع رحمت بلڈنگ۔ پشاور ٭

آریہ مسافر کا شہید نمبر

خدا تعالےٰ کی جناب میں گستاخی

ایک انسان ضعیف البنیان کے لئے ہرگز زیبا نہیں۔ کہ خداوند زمین و آسمان کی جناب میں گستاخی کرے۔ ایک اہل مذہب کے لئے تو یہ حرکت قابل شرم ہے۔ مگر افسوس۔ آریہ سماج پر کہ وہ مذہبی اعتبار سے اپنے آپ کو ہلاکت کے گڑھے کی طرف لے جا رہی ہے۔ مسافر آگرہ نے ایک شہید نمبر نکالا ہے۔ اس میں ایک مضمون "شہید اکبر کی شہادت کا اثر عرش معلےٰ پر" کے عنوان سے ایک مکالمہ "اللہ میاں اور جبرئیل" کا گھڑا ہے۔ اور اس میں اسلام اور نبی کریم صلعم کی سخت ہتک کی ہے۔ جملے عربی ہیں لکھنے والا اتنا بھی نہیں جانتا۔ کہ ان کا محل استعمال کیا ہے۔ اے کاش آریہ شرفا ایسی اشتعال انگیز تحریروں کے خلاف اپنی آواز بلند کریں۔

احمدیت پر حملہ

مصور فطرت دیوی شرن شرما جرنلسٹ کے قلم سے ایک ڈراما آریہ مسافر شہید نمبر میں درج کیا گیا ہے۔ جس میں مرزا (حضرت اقدس سید نا مسیح موعود) کی جانب مندرجہ ذیل الفاظ نہایت بے حیائی سے منسوب کئے گئے ہیں :۔

"مذہب وہ ٹٹی ہے۔ جس کی آڑ میں بیٹھ کر شکار کھیلا جاتا ہے۔ خدا ایک فرضی بھوت ہے۔ جس کا خوف دلا کر لوگوں کو جال کی طرف دھکیلا جاتا ہے۔ شکاری وہ لوگ ہیں جو گورو یا پیغمبر ہونے کا دعویٰ کرتے ہیں اور لوگوں کی گاڑھی کمائی کا روپیہ وہ گوشت ہے۔ جس کو ہڑپ کرنے کے لئے یہ سب پہنچ رہتے ہیں۔ بعینہٖ یہی تماشہ میرا ہے۔ اور اسی نرشے میں میں نے بھی کئی انسانوں کو گھیرا ہے۔ لیکن ہر فرعونے را موسیٰ مثل سچ ہوا چاہتی ہے۔ اور پنڈت لیکھرام کے ہاتھوں میری سب پول کھلا چاہتی ہے۔ تو میری راستی کا پتھر ہے۔ میں تجھے چور کہوں گا تو میرے لئے ٹھوکر ہے۔ مگر میں تجھے ضرور دور کر دوں گا۔ مانا کہ میرے الہام محض من گھڑت لن ترانی ہیں۔ مگر سادہ لوح جاہلوں کے لئے تو احکام ربانی ہیں۔ دیکھ ایک نیا الہام گھڑتا ہوں۔ اللہ تیرا کیا انجام کرتا ہوں"

اور پھر کمبل پوش قاتل لیکھرام کی طرف یہ الفاظ "کمبل پوش (کمبل اوتار کر چھرا نکال کر) جاؤ۔ جو کچھ کھانا ہو کھا پی لو۔ اللہ کی کچہری سے مہدی جی زبان کی زبانی تمہارے لئے سزائے موت کا حکم ہو گیا یہ خنجر نما فرشتہ اجل اس دنیا سے ہمیشہ کے لئے تمہارا آب و دانہ ختم

کرنے کو مستعد ہے"

آریہ سماج پر ہر طرح سے ہمارا دامان پاک ثابت ہو چکا ہے مگر پھر بھی ان کے بعض ناعاقبت اندیش ان مکروہ حرکات سے باز نہیں آتے۔ مانا کہ ان کا مذہب انہیں یہی تلقین کرتا ہے۔ لیکن پھر بھی آخر شرافت کوئی چیز ہے۔ کچھ تو سوچنا چاہیئے۔

نور افشاں کی بانگ بے ہنگام

عیسائی پرچہ "نور افشاں" پوچھتا ہے :۔

"(۱) لفظ خنزیر جس وقت سے کہ اس کے واضع نے اسے وضع کیا۔ آج تک کبھی مسیحی پادریوں کے لئے مستعمل ہوا ہے۔ یا نہیں اگر ہوا ہے۔ تو ثبوت درکار ہے" (۲۰ فروری سنہ ۲۵ء)

معزز ہمعصر کا یہ سوال "یقتل الخنزیر" کے متعلق ہے۔ سو یاد رکھنا چاہیئے۔ کہ مسیح موعود علیہ السلام کے متعلق جس قدر بھی اخبار احادیث صحیحہ میں پائے جاتے ہیں۔ وہ سب مکاشفات نبویہ ہیں۔ جیسے دجال وغیرہ وغیرہ۔ اور باتفاق جمیع فقہائے اسلام و دیگر مذاہب کشف اور خواب تعبیر طلب ہوتی ہے پس سائل کو سوال سے پیشتر اس بیان کی نوعیت کا جان لینا ضروری ہے ٭

اس مکاشفہ کی تعبیر بتانے سے پہلے ہم لغت کی کتاب سے بتاتے ہیں کہ بعض انسانوں کو بھی استعارۃً خنزیر کہا جا سکتا ہے۔ چنانچہ علامہ ابو القاسم فرماتے ہیں :۔

"قیل عنی من اخلاقہ و افعالہ مشابھۃ لاخلاقھا لا من خلقتہ خلقتھا" کہ خنازیر سے وہ لوگ مراد لئے جا سکتے ہیں۔ کہ جو اپنے اخلاق۔ افعال اور عادات میں ان سے مشابہ ہوں۔

اور آگے تحریر فرماتے ہیں :۔

"ایضاً فی الناس قوم اذا اعتبرت اخلاقھم وجدوا کالقردۃ و الخنازیر و ان کانت صوارھم صور الناس" (مفردات راغب بر نہایہ جلد ۱ صفحہ ۳۴۸) کہ لوگوں میں ایک قوم ایسی ہے۔ کہ جب ان کے اخلاق کا موازنہ کیا جائے تو وہ بندروں اور سؤروں کے مانند ثابت ہونگے۔ اگرچہ ان کی صورتیں انسانوں کی ہوں ٭

پس از روئے لغت اخلاق کی مشابہت سے کسی شخص یا قوم کو خنزیر کہا جا سکتا ہے۔ بلکہ کہا جاتا ہے۔ جیسے مثلاً بہادری کی وجہ سے زید کو شیر کہہ سکتے ہیں۔ تو اس کے بعض صفات مذمومہ کے باعث اس کو خنزیر کیوں نہیں کہہ سکتے۔

علم تعبیر سے ثبوت

علم تعبیر کی مشہور و معروف کتاب تعطیر الانام میں لکھا ہے:۔

"ربما یعبّر الخنزیر برجلٍ من الیہود او من النصاریٰ" (جلد ا صفحہ ۱۶۶ مطبوعہ مصر)

(۲) دوسرا سوال نور افشاں یہ کرتا ہے:۔

"کہ قتل کے کیا معنے ہیں۔ کیونکہ مرزا صاحب نے پادریوں کو قتل تو کیا نہیں۔ لہذا قتل کر ڈالنے کا معمہ حل طلب ہے"

سو یاد رکھنا چاہیئے۔ کہ مسیح موعود کو براہین اور دلائل کا حربہ دیا گیا ہے۔ اور اسی سے آپ نے پادریوں کو قتل کیا ہے کیا یسوع کو مردہ ثابت کر دینا۔ اور اس کی الوہیت کا ابطال اور خصوصاً صلیب سے یسوع کا زندہ اترنا وہ زبردست ہتھیار ہے۔ کہ جس سے عیسائیت کا قصر ریزہ ریزہ ہو گیا؟ اور قتل بمعنی ابطال دعویٰ نہ صرف عقلی طور پر ثابت ہے۔ بلکہ کتب لغت میں بھی قتل کے یہ معنے لکھے ہیں۔ چنانچہ حدیث اذ بویع لخلیفتین فاقتلوا الاخیر منھما" کے متعلق لسان العرب میں لکھا ہے "ای ابطلوا دعوتہ واجعلوہ کمن مات" (جلد ۱۴ صفحہ ۶۵) یعنی قتل کے معنے ہیں۔ کہ اس کے دعویٰ کی مدلل اور ایسی زبردست تردید کی جائے کہ گویا وہ مر ہی گیا ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے انہی معنوں سے نصاریٰ کو قتل کیا۔ ظاہری قتل کا اکراہ فی الدین کی موجودگی میں ممتنع ہے۔ اور اس قتل سے مقتول کو خیر جتانا سمجھنا بصیرت سے بعید ہے۔ نصاریٰ کی موجودہ روش اور پہلے طریق میں نمایاں اور عظیم تبدیلی کا کیا باعث ہے۔ یقیناً اسی روحانی حربہ کا اثر ہے جس کو مسیح محمدی نے چلایا۔ والسلام

خاکسار:۔ اللہ دتا جالندھری۔ از قادیان۔

اشتہارات

رشتہ درکار ہے

ایک نوجوان قوم مغل کے لئے قادیان میں رشتہ درکار ہے۔ توجہ فرمانے والے احباب کا خاص طور پر مشکور ہونگا۔ اکمل قادیانی

المخطبہ

ذیرہ ضلع فیروزپور میں ہمارے ایک احمدی بھائی ہیں۔ جو قوم سے نجار ہیں۔ جن کے دو لڑکے بعمر ۲۳-۲۲ سال اور دو لڑکیاں بعمر ۱۳-۱۴ سال کے ہیں۔ ان کا رشتہ کرنے کی فکر میں ہیں۔ جملہ سکرٹری صاحبان انجمن احمدیہ کی خدمت میں عرض ہے کہ وہ ان کے لئے رشتہ تجویز فرما کر مجھے اطلاع فرماویں۔ اگر کچھ حالات دریافت کرنے ہوں تو مجھ سے خط و کتابت کریں۔

نیازمند ذوالفقار علی خاں ناظر امور عامہ قادیان

احمدیت یعنی حقیقی اسلام

جو

حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز

کا

تازہ ترین پر معارف اور معرکۃ الآرا مضمون

ہے جو خاص کانفرنس مذاہب لنڈن کے لئے لکھا گیا تھا۔ مگر قلت وقت کے باعث وہاں اس کا خلاصہ ہی سنانا پڑا۔ یہ مضمون کیا ہے۔ گویا دریا کو کوزہ میں بند کر دیا گیا ہے۔ اس میں صداقت اسلام پر ایسے نادر اور اچھوتے دلائل قلمبند کئے گئے ہیں۔ کہ جو صرف دیکھنے اور پڑھنے ہی سے تعلق رکھتے ہیں۔ اس میں ان تمام اسلامی مسائل پر روشنی ڈالی گئی ہے۔ جن پر اہل یورپ اور نئی روشنی کے لوگ اکثر نکتہ چینی کیا کرتے ہیں۔ مثلاً وحی و الہام جہاد۔ تعدد ازدواج غلامی پردہ۔ حقوق نسواں۔ روح و حیات بعد الممات۔ وغیرہ۔ اور مدلائل ثابت کیا گیا ہے۔ کہ اسلام کا کوئی حکم اور کوئی عقیدہ ایسا نہیں۔ جو فلسفہ اور سائنس کے خلاف ہو۔ ہمیں امید ہے۔ کہ احباب اس نادر اور لاجواب کتاب کو منگوا کر نہ صرف خود پڑھیں گے۔ بلکہ اپنے اپنے حلقہ اثر میں بھی اس کی اشاعت کی تحریک کرینگے۔

قیمت اردو دو روپیہ (عہ)

قیمت انگریزی تین روپیہ آٹھ آنہ (سے)

نوٹ:۔ اس کے علاوہ سلسلہ عالیہ احمدیہ کے متعلق ہر ایک کتاب ہمارے ہاں سے مل سکتی ہے۔

ملنے کا پتہ

بک ڈپو تالیف و اشاعت قادیان

قادیان میں مکان بنانیکے خواہشمند احباب

قادیان کی پرانی آبادی اور نئی آبادی میں سکنی اراضی خریدنے کے لئے خاکسار سے خط و کتابت کریں۔ محلہ دارالرحمت کے نقشہ میں بھی چند کنال اراضی کی زیادتی کی گئی ہے۔ لہذا جو احباب اس محلہ میں زمین حاصل کرنیکی خواہش رکھتے ہوں۔ انکے لئے موقعہ ہے۔ نور ہسپتال کے سامنے بھی کچھ اراضی قابل فروخت ہے۔ فقط والسلام

خاکسار:۔ میرزا بشیر احمد قادیان